نے جب اپنی شکایات پیش کرنے کے لیے اپنا ایک نمائندہ پرنسپل کی خدمت میں بھیجا تو پرنسپل نے اس کو ہاسٹل سے خارج کر دیا۔ اس سے طلباء میں آگ لگ گئی اور انہوں نے اسٹرائک کر دی، اسٹرائک کے وجوہ و اسباب کی تحقیق کے لیے ایک کمیشن مقرر ہوا۔ جس کے ایک ممبر نواب وقار الملک بھی تھے۔ انہوں نے کمیشن کی رپورٹ کے علاوہ اپنی ایک رپورٹ الگ بھی مرتب کی، اس رپورٹ کا حاصل یہ تھا کہ سکریٹری نے یوربین اسٹاف سے متعلق جو نرم رویہ اختیار کر رکھا ہے، یہ سارا فساد اسی کا ہے۔ چنانچہ اس رپورٹ میں ایک جگہ لکھتے ہیں:-

"بہت عرصہ سے ہم سنتے چلے آتے ہیں کہ فلاں معاملہ پر اس لیے زور دینا مناسب نہیں کہ کہیں یوربین اسٹاف بددل ہو کر کالج نہ چھوڑ دے اور اب طلبا کی اس حال کی شورش سے ہمارے لیے ایک تازہ دھمکی یہ پیدا ہوتی ہے کہ کہیں طلبا اسٹرائک نہ کر دیں، اس قسم کے حالات کے لحاظ سے میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہم کو اپنا انتظام کافی احتیاط اور غور کے ساتھ منصفانہ اور صحیح اصولوں پر قائم کرنا چاہئے .... اور ہر ایک نقصان کو برداشت کرنے کے واسطے جو ڈسپلن قائم رکھنے کی غرض سے عائد ہو، ہم کو تیار رہنا چاہئے"۔

نواب محسن الملک پر اسٹرائک اور اس سلسلہ میں جو باتیں ان کے انتظام اور ان کی پالیسی سے متعلق کہی گئی تھیں ان سے متاثر ہو کر ۱۱ر مارچ ۱۹۰۷ء کو سکریٹری شپ سے استعفا دے دیا۔

وفات یہ خبر مشہور ہوئی تو ملک میں شور مچ گیا، ہر طرف سے خطوط آنے لگے کہ آپ کالج سے ترک تعلق رکھتے ہیں تو آخر اسے کس پر چھوڑتے ہیں۔ ادھر طلبا کو بھی اس کا سخت ملال ہوا اور انہوں نے استعفا واپس لینے کی درخواست کی۔ نواب صاحب اس پر رضامند تو ہو گئے اور استعفا واپس بھی لے لیا، لیکن اس سلسلہ میں ان کو جو سخت ناگوار باتیں سننی پڑی اور ان کے باعث پیہم صدمات دیکھنے پڑے تھے انہوں نے جان پر بنا دی

وہ سخت بیمار ہو گئے ۔ صحت کی بحالی کے ارادہ سے شملہ گئے تھے وہاں ستمبر ۱۹۰۷ء کو رگزائے عالم جاودانی ہو گئے ، انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

نواب وقار الملک کا عہد سکریٹری شپ

اس کے بعد کچھ دنوں نواب سر مزمل اللہ خاں قائم مقام سکریٹری رہے ،

لیکن یہ عارضی اور وقتی انتظام تھا ۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ فوراً کوئی مستقل انتظام کیا جائے اور وہ بھی ایک ایسے شخص کا جو ایڈمنسٹریشن کا پختہ اور وسیع تجربہ رکھتا ہو اور جس میں اس امر کی صلاحیت ہو کہ مختلف اسباب ووجوہ کے باعث کالج کی کشتی اس وقت جن ناگوار حالات کے گرداب بلا میں پھنس گئی تھی اس سے وہ اس کو باہر نکال سکے ، ظاہر ہے ، اس وقت ان صفات کا جامۂ رنگین نواب وقار الملک کے قامتِ موزوں کے علاوہ اور کس کے راست آسکتا تھا ۔ چنانچہ ۵ ار دسمبر ۱۹۰۷ء کو کالج کے ٹرسٹیوں کا ایک ہنگامی اجلاس ہوا اور اس میں ممدوح متفقہ طور پر حسب ضابطہ و دستور تین برس کے لیے سکریٹری منتخب ہو گئے ۔

مولانا سید احمد عروج قادری کی زیر ادارت نکلنے والے

ماہنامہ "زندگی" رام پور جو ۲۶ سال سے برابر پابندی سے شائع ہو رہا ہے کا مطالعہ کیجیے ۔

- جس کے بین الاقوامی ، ملکی ، ملی اور دینی حالات پر اشارات
- دماغوں کو روشن اور دلوں کو جذبہ عطا کرنے والے دعوتی اور علمی مضامین
- حالاتِ حاضرہ پر تبصرے • سوالوں کے جوابات • کتابوں پر تنقید و تبصرے ۔

آپ کو اور آپ کے متعلقین کو معلومات بھی بہم پہنچائیں گے اور آپ کے دلوں میں دین کی خدمت کا جذبہ بھی بیدار کریں گے ۔

آج ہی سالانہ چندہ =/۱۵ بھیجکر سال بھر گھر بیٹھے حاصل کیجیے یا قریبی ایجنسی سے طلب فرمائیے

منیجر ماہنامہ "زندگی" رام پور ۔ یوپی

رسولؐ شاہد و مشہود

(۳)

(از جناب قاری بشیرالدین صاحب پنڈت۔ ایم۔اے)

یہودیوں کی حجاز میں آمد:- بیت المقدس کی دوبارہ تباہی و بربادی کے بعد بہت سے یہودی قبائل یثرب (حجاز) کی طرف چلے آئے۔ انھوں نے حجاز کی سرزمین کو کیوں پسند کیا کہ جہاں خورونوش کی قلت، زمین بے آب وگیاہ تھی اور آب وہوا بھی بمقابلہ عراق وشام اور مصر ناخوشگوار تھی تو اس میں بھی ایک راز ہے۔ اس کو سمجھنے کے لیے توریت پر نظر ڈالیے جس میں صراحت کی گئی ہے کہ " وہ نبی " جو اللہ تعالیٰ کے عہد کو پھر تازہ کرے گا وہ بنی اسرائیل کے بھائیوں (یعنی بنی اسمٰعیل) میں سے ہوگا۔ یثرب میں آئے گا اور یہ اس کا دارالہجرت بنے گا۔ مدینہ کی آبادی ایسی جگہ واقع ہے کہ اس کے شمال میں جبلِ احد، مغرب میں جبل سلع اور درمیان میں وادیِ مدینہ ہے توریت کے الفاظ میں:-

" خداوند کے لئے اے لوگو گیت گاؤ...... بیابان اور قیدار کے گاؤں اپنی آواز بلند کریں۔ سلع کے بسنے والے گیت گائیں۔ پہاڑوں کی چوٹیوں سے للکاریں...... خداوند بہادروں کی مانند نکلے گا۔ غیرت دکھلائے گا۔ نعرہ مارے گا۔ وہ دشمنوں پر غالب آئے گا "

(ملاحظہ ہو یسعیاہ باب ۴۲ آیات ۱۰-۱۷)

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد نبی اکرم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماسوا کوئی بھی ایسا نہیں آیا جس نے مشرکوں سے جہاد کیا ہو اور فتح پائی ہو۔

پھر یہ بنی قیدار کون؟ کہاں رہتے ہیں؟ جبل سلع کس جگہ واقع ہے؟ ظاہر ہے کہ ان سب کا تعلق سرزمین حجاز سے ہے اس لیئے آنیوالا پیغمبر بھی حجاز ہی میں مبعوث ہوگا۔ اس نبی منتظر کے بارے میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ "میں اُن کے لیئے (بنی اسرائیل کے لیے) ان ہی کے بھائیوں میں سے ایک نبی برپا کروں گا" (استثنا باب ۱۸) یہ نہیں کہا کہ "ان ہی (بنی اسرائیل) میں سے برپا کروں گا"۔ افسوس ہے کہ یہودی علماء نے عوام کو اس وسوسہ میں گرفتار کر دیا کہ اگرچہ اس پیغمبر کی بعثت اور ظہور کا مقام کوہ سلع کے قریب بتایا گیا ہے۔ مگر اس کا ظہور بنی اسرائیل ہی میں ہوگا" بھائیوں کے لفظ سے دھوکے میں پڑ گئے حالانکہ بنی اسمٰعیل کا شمار بھائیوں میں ہے۔ بہرحال یسعیاہ نبی کی پیشینگوئی نے سمجھدار یہود کو توجہ دلائی کہ وہ فلسطین سے ہجرت کر کے جبل سلع کے قریب آبسیں کہ جہاں "موعود نبی" کا ظہور ہوگا چنانچہ مدینہ اور اطراف مدینہ کو انھوں نے اپنا مسکن بنا لیا۔ یہود کو قدرت نے یہ تیسرا موقع دیا تھا کہ وہ آنحضورؐ پر ایمان لاکر دینی و دنیوی سعادتیں حاصل کریں۔ حضور نبی کریمؐ کی بعثت کی خوشخبریاں یہودی علماء اہالیان مدینہ کو سنایا کرتے تھے۔ لیکن جب وہ تشریف لائے تو منحرف ہو گئے کیوں؟ اس کی داستان طویل ہے البتہ جنہوں نے پہچاننا چاہا وہ پہچان گئے۔ فرقان حمید میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے:- "اَلَّذِیْنَ آتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ" یعنی جنھیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے۔ اور بیشک انھیں ایک گروہ جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے۔ (پارہ ۲ رکوع ۱)

کتب سابقہ میں نبی آخرالزماں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ ایسے واضح و صاف بیان کئے گئے ہیں جن سے علماء اہل کتاب کو حضورؐ کے خاتم الانبیاء ہونے میں کچھ شک وشبہ باقی نہیں رہ سکتا اور وہ حضورؐ کے اس منصب عالی کو اتم یقین کے ساتھ جانتے ہیں۔ احبار یہود مدینہ میں سے جب ایک مستند و جید عالم حضرت عبداللہ بن سلام

مشرف باسلام ہوئے تو سیدنا عمرؓ نے اُن سے دریافت کیا کہ آیۃ یعرفونہ میں جو معرفت بیان کی گئی ہے اس کی کیا شان ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ اے عمر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو بے شتباہ پہچان لیا اور میرا حضورؐ کو پہچاننا اپنے بیٹوں کے پہچاننے سے بدرجہا زیادہ اتم واکمل ہے حضرت عمرؓ نے پوچھا یہ کیسے؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ حضورؐ اللہ کی طرف سے اس کے فرستادہ رسول ہیں اُن کے اوصاف اللہ تعالیٰ نے ہماری کتاب توریت میں بیان فرمائے ہیں بیٹے کی طرف سے ایسا یقین کس طرح ہو جبکہ عورتوں کا حال صرف انھیں تک محدود ہے" اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا سر چوم لیا۔ (ملاحظہ ہو حاشیہ کنز الایمان ص۲۶)

اللہ تعالیٰ نے قرآن عزیز میں متعدد جگہ تعریض کے طور پر فرمایا ہے کہ علماء توریت وانجیل پر "میثاق النبیین" کے بموجب یہ واجب تھا کہ وہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرنے والے دلائل کو عوام الناس پر اچھی طرح مشرح ومفصل طور پر واضح کریں اور انھیں سمجھائیں اور ہرگز نہ چھپائیں (ملاحظہ ہو پارہ ۴ رکوع ۱۰ پارہ ۱ رکوع ۵، ۸، ۱۴، ۱۶، ۱۷، پارہ ۲، رکوع ۱۲، ۱۷) لیکن وہ اپنی ذاتی اغراض کی بنا پر اس فریضہ کو انجام نہیں دے سکے تو اب یہ فریضہ علماء امت مسلمہ پر بدرجۂ اتم واجب ہے کہ وہ کتب سابقہ پر بھی عبور حاصل کریں اس لئے کہ وہ تمام کتب سابقہ اپنی ہی ہیں خواہ وہ کسی زبان میں ہوں اور کسی قوم و مذہب کی ہوں کہ جن میں سرور عالم نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتیں محفوظ ہیں۔ اس طرف اقوام عالم کو بار بار توجہ دلانے کی ضرورت ہے کہ ہمارا دین اسلام کوئی نیا دین نہیں ہے بلکہ سب دینوں کا نمائندہ ہے اس لئے نہایت قدیم ہے اور اُس کا ماننے والا بنی نوع انسان میں بین الاقوامی حیثیت رکھتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ" یعنی تمہارے لئے دین

کی وہ راہ ڈالی جس کا حکم اس نے (اللہ نے) نوحؑ کو دیا اور جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دیا" (پارہ ۲۵ رکوع ۳) مطلب یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے (جو شرائع انبیاء میں سب سے پہلے نبی ہیں) آپ تک اے سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جتنے انبیاء ہوئے سب کے لئے ہم نے دین کی ایک ہی راہ مقرر کی جس میں وہ سب متفق ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا "وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً" (پارہ ۱۸ رکوع ۴) اور بے شک یہ تمہارا دین (دین اسلام) ایک ہی دین (سب دینوں کا نمائندہ) ہے (اسی کو مانو اور اسی کے احکام کی پیروی کرو)۔

بنی اسرائیل کی روایات کا مدار "توریت" اور "نبییم" پر ہے۔ توریت کا اطلاق بالعموم سِفرِ تکوین (پیدائش)، سِفرِ خروج، سِفرِ احبار، سِفرِ عدد، اور سِفرِ استثنا پر ہوتا ہے۔

نبییم میں سِفرِ یوشع، سِفرِ القضاۃ، سِفرِ سموئیل، × × × ×

سِفرِ ایام، اور سِفرِ ملوک وغیرہ پر مشتمل ہے۔ نبییم میں انبیاء بنی اسرائیل کے مواعظ اور تاریخی واقعات کا ذخیرہ ہے یہ بھی توریت کا حصہ مانا جاتا ہے۔ ان دونوں کی تفسیر آرامی زبان میں ترگوم کے نام سے مشہور ہے۔ مدراش اور تالمود ان کے یہاں حدیث و فقہ کا درجہ رکھتے ہیں۔ توریت و نبییم کی کچھ شہادتوں کو نقل کیا جا چکا ہے اگر ان کی سب شہادتوں کو ضبط تحریر میں لایا جائے تو نہایت ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ نبییم کی چند شہادتیں توریت کی پیشینگوئیوں کی تائید میں پیش کی جا چکی ہیں۔ اب زبور کی چند شہادتیں ملاحظہ ہوں۔۔

زبور پر ایک نظر از روئے توریت و قرآن عزیز: حضرت داؤدؑ کو خدا نے زبور عطا فرمائی "وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا" اور ہم نے (اللہ نے) بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی اور داؤد کو ہم نے زبور عطا فرمائی (۱۷، ۵۵) دوسری جگہ ارشاد فرمایا "يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ

(۳۸: ۲۶) یعنی اے داؤد ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے پس لوگوں کے درمیان راستی سے فیصلہ کر"
انبیاء و رسل میں حضرت آدم کے بعد صرف داؤد علیہ السلام کو خلیفہ کے لقب سے اللہ نے پکارا
ہے۔ یہ بہت بڑا شرف ہے کہ ان میں نبوت و رسالت کے ساتھ حکومت و سلطنت بھی
جمع کردی گئی ہے اس طرح قرآن عزیز کی مختلف سورتوں میں ۲۰ جگہ ذکر ہے اور نام لے کر
۱۶ جگہ ان کی رشد و ہدایت کا بیان ہے۔ حضرت داؤد اسرائیلی اسباط میں یہوداہ بن یعقوبؑ
کی نسل سے ہیں اور گیارہویں پشت میں مبعوث ہوئے آپ کی طہارتِ قلب اور نفاستِ
طبع کے لیے فرقانِ حمید گواہ ہے اس کے برخلاف توراۃ میں تضاد بیانی سے کام لیا گیا ہے صحیفہ
سموئیل میں ہے "تب ناتن (نبی) نے بادشاہ (داؤد) سے کہا جا جو کچھ تیرے دل میں ہے
کر کیونکہ خداوند تیرے ساتھ ہے" (باب ۷ آیتہ ۳ تا ۸) گویا داؤدؑ صرف بادشاہ ہیں۔ دوسری
جگہ انھیں نبی بتایا ہے۔ ملاحظہ ہو باب ۲۲ آیات ۱۸ تا ۲۵۔ سموئیل کے بیان کردہ بادشاہ اور نبی کی سیرت
و کردار کا جو گھناؤنا رخ ہے وہ اس قابل نہیں کہ اسے تحریر کیا جائے (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو
سموئیل ۲ باب ۱۱ آیات ۲ تا ۲)۔ الختصر قرآن عزیز حضرت داؤد کو رسول بھی تسلیم کرتا ہے اور
صاحب صولت و شوکت بادشاہ بھی لیکن توریت انھیں صرف ایک عیش پرست بادشاہ تسلیم
کرتی ہے۔ قرآن عزیز نے ان کے صفات بیان کئے ہیں لیکن توریت میں ان کے اوپر الزامات
واتہامات ہیں۔

زبور کا بھی یہی حال ہے۔ افسوس ہے کہ بنی اسرائیل نے اس کی صورت کو بھی مسخ کر دیا،
اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آج موجودہ زبور ۱۵۰ مزامیر پر مشتمل ہے۔ جو باریک
کتابت کے ۸۷ صفحات (۵۲۹ تا ۶۱۶) پر مشتمل ہے۔ یہ سب مزامیر حضرت داؤد کے نہیں ہیں بعض
پر اگر داؤد کا نام ثبت ہے تو بعض پر مغنیوں کے استاد قورح کا بعض پر آسف کا اور بعض پر گتیت
بعض مزامیر ایسے بھی ہیں جن پر کسی کا نام نہیں ہے اور صدیوں بعد تصنیف کئے گئے مثلاً یہ مزمور
اے خدا قومیں تیری میراث میں گھس آئی ہیں۔ انھوں نے تیری مقدس ہیکل کو ناپاک کیا

ہے۔ انھوں نے یروشلیم کو کھنڈر بنا دیا ہے"۔ اس مزبور میں بیت المقدس کی تباہی کا ذکر ہے جو بخت نصر کے ہاتھوں ۶۰۴ ق۔ م میں وقوع پذیر ہوئی جو حضرت داؤد علیہ السلام کے صدیوں برس بعد ہوئی بخاری کتاب الانبیاء میں ایک روایت منقول ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام پوری زبور کو مختصر وقت میں تلاوت کر لیا کرتے تھے جب گھوڑے پر زین کستے تو اس وقت اسے شروع کرتے اور جب زین کس کر فارغ ہوتے تو پوری ختم کر چکے ہوتے تھے۔

بہر حال تحریف کے باوجود اللہ تبارک تعالیٰ نے زبور میں اُن بشارتوں اور اُن نشانیوں کو محفوظ رکھا جو "نبی موعود" سید عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہیں۔ مشتے نمونہ از خروارے صرف دو پر غور فرمائیے:۔ پہلی پیشگوئی:۔

"وہ قوم کے مسکینوں کا انصاف کرے گا اور محتاجوں کے فرزندوں کو بچائے گا اور ظالم کو ٹکڑے ٹکڑے کرے گا جب تک کہ سورج اور چاند باقی رہیں گے (لامحدود زمانہ تک) ساری پشتوں کے لوگ تجھ سے ڈرا کریں گے، وہ بارش کی مانند جو کاٹی ہوئی گھاس پر پڑے نازل ہوگا اور موسلا دھار مینہ کی طرح (نازل ہوگا) جو زمین کو سیراب کرتا ہے، اس کے عصر میں صادق پھلیں گے اور سلامتی فراواں ہوگی .... ساری گروہیں اس کی تعظیم کریں گی کیونکہ وہ دہائی دینے والے محتاج کو اور مسکین کو اور ان کو جن کا کوئی مددگار نہو چھڑائے گا۔ وہ جیتا رہے گا اور سبا کا سونا اسے دیا جائیگا، اس کے حق میں سدا دعا ہوگی ہر روز اس کی مبارک باد کہی جاوے گی ...... اس کا نام ابد تک باقی رہے گا جب تک کہ آفتاب رہے گا۔ اس کے نام کا رواج رہیگا، لوگ اس کے باعث اپنے تئیں مبارک کہیں گے، ساری قومیں اسے مبارک باد دیں گی۔ خداوند خدا اسرائیل کا خدا جو اکیلا ہے عجائب کام کرتا ہے"۔

(ملاحظہ ہو زبور ۷۲: آیات ۴ تا ۷ و ۱۰ تا ۱۹)

اس پیشینگوئی میں حضرت داؤد علیہ السلام نے اُس ایک اور صرف ایک آ کر نہ جانے والے "موعود نبی"، جناب محمد رسول اللہ کی پوری سرگزشت بیان کر دی ہے۔ بشارت دیتے

ہیں کہ (۱) وہ "موعود نبی" آخری نبی ہے کیوں کہ چاند اور سورج کے باقی رہنے تک (یعنی تا قیام قیامت) کوئی دوسرا نبی پیدا نہیں ہوگا۔ اسی کی شریعت پر عمل ہوگا۔ وہ یتیموں اور مسکینوں کا ملجا و ماویٰ ہے۔ ظالموں کی بیخ کنی کرے گا مگر نیکوں کے لئے رحمت کی بارش ہوگا اس لئے سلامتی کی فراوانی ہوگی یعنی اسلام سب میں پھیل جائے گا۔ وہ جیتا رہے گا۔ یعنی اس کی نبوت و شریعت کو دوام حاصل ہوگا۔ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ سبا (یمن) کا سونا آنحضورؐ کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کیا گیا۔ اس کے حق میں سدا دعا کی ہوتی ہے اور دعا دینے والے (صلواۃ و سلام بھیجنے والے مومن) وَبَارِکْ عَلیٰ آلِ محمد میں اپنے آپ کو بھی مبارکباد دیتے ہیں (اس کی تشریح بشارتِ ابراہیم کے سلسلہ میں کی جا چکی ہے) اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ ایمان لانے کے لئے یہی ایک بشارت کافی ہے۔

(ب) جناب داؤد علیہ السلام کی دوسری پیشینگوئی:۔ فرمایا "میں تیری حمد و ثنا کروں گا۔ (کیونکہ) تو نے میری سن لی اور میری نجات (کا باعث) ہوا۔ وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا وہی چوٹی کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند (آقائے نامدارؐ) سے ہوا جو ہماری نظروں میں عجیب ہے ...... مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے (یعنی آئے گا)۔ (زبور ۱۱۸ - ۲۲ تا ۲۶) واضح ہو جناب داؤد علیہ السلام پر بنی اسرائیل اور یہود نے جس طرح کے عیب لگائے ہیں وہ اس قدر مکروہ ہیں کہ ان کی موجودگی میں آپ کی عزت و وقعت ختم ہو جاتی ہے۔ آنحضرتؐ نے تشریف لا کر ان گناہوں اور الزامات سے آپ کو نجات دی اور ان کی تقدیس و تطہیر سے لوگوں کو واقف کار بنایا لہذا آنحضرتؐ اس کے مستحق ہیں کہ جناب داؤد علیہ السلام ان کی حمد و ثنا کے گیت گائیں۔ بشارت میں بطور استعارہ معماروں سے رد کئے ہوئے پتھر کا ذکر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضورؐ اور حضورؐ کی قوم ہی وہ پتھر ہے جسے بنی اسرائیل کے معماروں (علماء و فقہا) نے رد کیا اور کہا کہ بنی اسمٰعیل میں کوئی خوبی نہیں مگر اسی رد شدہ قوم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے جنھوں نے بحیثیت چوٹی کا پتھر ہونے کے قصر نبوت کی تکمیل کی۔ اگرچہ چوٹی

کا پتھر نہ ہوتا تو نبوت کی ساری عمارت بیکار تھی۔ چوٹی کا پتھر گنبد کا آخری پتھر ہوتا ہے۔ جس کو بائبل میں "روش پناہ" کہا گیا ہے یا وہ عمارت جو دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لئے بنائی جاتی ہے اس کے برج کا آخری پتھر "روش پناہ" کہلاتا ہے۔ پناہ بمعنی حفاظت کا برج۔ (بائبل تواریخ ۲ باب ۲۶ آیۃ ۱۵) اس طرح قصر نبوت کا آخری پتھر یعنی نبی خاتم الرسل اور محافظ نبوت سوائے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی نہیں۔ آپ کی ذات بابرکات پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہوگیا۔ بنی اسرائیل میں کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے یہ دعویٰ کیا ہو یا خدا نے اس کے متعلق کہا ہو کہ وہ خاتم النبیین ہے (مزید معلومات کے لئے ملاحظہ ہو خاتم النبیین ص ۱۹۲ تا ص ۲۰۰ نیز بشریٰ ص ۵۵ تا ص ۸۸)۔

(۸) حضرت سلیمان علیہ السلام کا محبوب:- حضرت داؤد ؑ کی طرح اللہ رب العزت نے حضرت سلیمان ؑ کو بھی نبوت و حکومت دونوں سے نوازا۔ قرآن عزیز میں ان کا ذکر ۱۶ جگہ آیا ہے اور بنی اسرائیل کے عائد کردہ الزامات کی تردید کی ہے اور ان کی پیغمبرانہ شان اور دعوت و تبلیغ کی ستائش کی ہے۔ سورۃ ص میں ارشاد فرمایا "اور مسخر کردیئے سلیمان کے لئے شیطان (سرکش جن) ہر قسم کے کام کرنے والے، عمارت بنانے والے، دریا میں غوطہ لگانے والے۔ یہ ہماری عطا و بخشش ہے، چاہے اسے روکے رکھو یا بخشدو تم سلیمان سے اس کا کوئی مواخذہ نہیں" اللہ اکبر! اس عظمت و رفعت کا کیا کہنا کہ جب کہ دوسروں سے بازپرس ہوگی لیکن حضرت سلیمان ؑ کو مستثنیٰ کردیا ان سے کوئی حساب نہیں ہوگا وہ جیسے چاہیں خرچ کریں یا طبیعت چاہے تو روک لیں یہ خصوصی انعام و اکرام ہے اللہ کا حضرت سلیمان ؑ کے لئے۔ بنی اسرائیل نے سلیمان ؑ کی نبوت و رسالت سے صرف انکار ہی پر اکتفا نہیں کی بلکہ منجملہ دوسرے الزامات کے ایک الزام یہ بھی لگایا ہے کہ وہ جادو کے حامل تھے اور اسی کے زور پر "کنگ سلیمان ؑ" تھے اور جن و انس اور وحوش و طیور کو مسخر کئے ہوئے تھے۔ قرآن عزیز نے بتایا (ملاحظہ ہو سورۃ البقرہ رکوع ۱۲)

کہ سلیمان علیہ السلام کا دامن جادو کی نجاست سے پاک ہے۔ جادو سلیمانؑ نے نہیں بلکہ شیاطین (جن وانس) نے سکھایا اور اس کو مدون کیا۔ بنی اسرائیل نے توریت وزبور کو پس پشت ڈال کر اس فن کو سیکھا اور سکھایا اور جب اُن کی جماعت کے اہلِ حق نے ان کو متنبہ کیا کہ یہ سخت گمراہی کا کام ہے۔ اس سے باز آجاؤ تو وہ شیطانوں کے بہکانے میں آکر یہ کہتے تھے کہ یہ تو سلیمان کا سکھایا ہوا علم ہے اسی کے زور سے تو انھوں نے حکمرانی کی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح ان کے بیٹے حضرت سلیمانؑ نے بھی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حمد وثنا کا گیت گایا۔ عہدِ عتیق (بائبل) میں "غزل الغزلات" کے عنوان سے ان کی کچھ عشقیہ غزلیں درج ہیں جو انھوں نے اپنے محبوب کی شان میں کہی ہیں۔ اُن کا محبوب کون ہے؟ عیسائی حضرات انھیں جناب مسیحؑ پر منطبق کرنے کی کوششیں کرتے ہیں۔ جبکہ نعتیہ کلام میں خود جناب سلیمان نے اپنے محبوب کا نام "محمدؐ" بتایا ہے۔ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے لفظ "محمد" میں نہ صرف تحریف کی گئی بلکہ اس کا ترجمہ بجائے "تعریف کیا گیا" کے "سراپا عشق انگیز" کر دیا گیا (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو میثاق النبیین جلد اوّل ص۲۰۵ تا ص۲۱۳)

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں، حضرت سلیمان علیہ السلام کی نعتیہ غزل ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:۔ (۱) میرا محبوب سرخ و سفید ہے (۲) وہ دس ہزار میں ممتاز ہے۔ (۳) اس کا سر خالص سونا ہے (۴) اس کی زلفیں پیچ در پیچ کوّے سے کالی ہیں (۵) اس کی آنکھیں ان کبوتروں کی مانند ہیں جو دودھ میں نہا کر لبِ دریا تمکنت سے بیٹھے ہوں (۶) اس کے رخسار پھولوں کے چمن اور بلسان کی کی اُبھری ہوئی کیاریاں ہیں۔ (۷) اُس کے ہونٹ سوسن ہیں جن سے رقیق مُر ٹپکتا ہے۔ (۸) اس کے ہاتھ زبرجد سے مرصع سونے کے حلقے ہیں۔ (۹) اس کا پیٹ ہاتھی

دانت کا کام ہے۔ جس پر نیلم کے پھول بنے ہوں (۱۰) اس کی ٹانگیں کندن کے پایوں پر سنگ مرمر کے ستون ہیں اور دیکھنے میں لبنان اور خوبی میں رشک سرو ہیں۔
(۱۱) اس کا منہ ازبس شیریں ہے یعنی اسکا کلام شہد سے زیادہ شیریں ہے۔
ہاں یہی ہے میرا محبوب محمدؐ سراپا عشق انگیز، اے یروشلیم کی بیٹیو (غزل الغزلات)، باب ۵۔ آیات ۱۰ تا ۱۵)

نوٹ: اس نعت میں بزبان عبری آخری جملہ کے اندر کہہ کر بتایا ہے کہ نہ صرف اس کا کلام شہد اور شیریں ہے بلکہ وہ خود تعریف مجسم یا محمد ہے۔ اس میں ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر نام بتانا تھا تو بجائے محمدیم کے محمد کہا ہوتا۔ محمدیم کیوں کہا؟ اس سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنا چاہیئے کہ عبرانی زبان میں یے اور میم علامت جمع کی ہے جب کسی بلند مرتبت و عظیم شخصیت کا نام لینا مقصود ہوتا ہے تو اس کے اسم کو بھی صیغہ جمع میں استعمال کرتے ہیں جیسے خدا کا نام "الوہ" ہے اس کی جمع "الوھم" بنائی اسی طرح "بعل" جو ایک بت کا نام تھا اس کو عظیم الشان سمجھتے تھے اس کی جمع "بعلیم" بنائی گئی لہذا حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی اپنے ذی قدر و عظیم الشان محبوب کو صیغۂ جمع میں استعمال کیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ محمد سے زیادہ کون شخص محمدیم کہلائے جانے کا مستحق ہے۔ حضرت سلیمانؑ کی نعت شریف کے تمام نشانات جناب محمد رسول اللہ پر صادق آتے ہیں۔ ہمارے یہاں ایک روایت میں یہ ذکر ہے کہ جناب محمد رسول اللہ کے وقت میں کچھ یہودی حضرت سلیمانؑ کی اس بشارت سے باخبر ہو کر مسلمان ہو گئے اور انھوں نے اپنے اسلام لانے کی وجہ یہی پیشنگوئی قرار دی اس پر ان لوگوں کے سامنے دوسرے یہودی علماء کو بلا کر پیشنگوئی کے الفاظ پڑھنے کو کہا گیا تو وہ انگلی سے کبھی تو محمدیم کو چھپا لیتے تھے اور کبھی کوئی دوسرا لفظ بنا کر پڑھ دیتے تھے۔

(۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شہادت :۔ قرآن عزیز نے نبی اکرمؐ کی مماثلت کے سلسلہ میں جن پاک ہستیوں کے واقعات سے زیادہ بحث کی ہے ان میں حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، اور حضرت عیسیٰؑ کی مقدس ہستیاں زیادہ نمایاں نظر آتی ہیں۔ تیرہ سورتوں میں ۸۴ جگہ حضرت عیسیٰؑ کا ذکر ہے، ۲۶ جگہ نام عیسیٰؑ، ۱۱ جگہ مسیحؑ اور ۲۳ جگہ کنیت ابن مریم کے ساتھ۔ تاریخی مواد سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کی بعثت سے پہلے یہود مشرکانہ رسوم وعقائد کو اپنے مذہب کا جزو بنا چکے تھے۔ یہود کی اعتقادی اور عملی زندگی کا مختصر نقشہ شعیا علیہ السلام کی زبانی خود توریت نے اس طرح دکھایا ہے " خداوند فرماتا ہے کہ یہ امت (بنی اسرائیل) زبان سے تو میری عزت کرتی ہے مگر ان کا دل مجھ سے دور ہے۔ یہ بے فائدہ میری پرستش کرتے ہیں کیوں کہ میرے حکموں کو میرے پیچھے ڈال کر آدمیوں کے حکموں کو تعلیم دیتے ہیں "۔ (بحوالہ قصص القرآن جلد چہارم ص ۴۹)

یہود کی مذہبی جماعت میں صدوقی سزا وجزا اور حشر ونشر کے قائل نہ تھے فریسی واصل الی اللہ ہونے کے لیے ترک دنیا کو ضروری سمجھتے تھے۔ لیکن ترکِ دنیا کے پردہ میں دنیا کی ہر گندگی میں ملوث تھے۔ تیسری جماعت ہیکل کے خدمت گذاروں اور پجاریوں کی تھی جنھوں نے مذہبی رسوم کی ادائیگی کو تجارتی کاروبار بنالیا تھا۔ بھینٹ اور نذر لینے کی خاطر توریت کے احکام تک بدل ڈالے، یہ کاہنوں کی جماعت تھی۔ چوتھی جماعت ان سب پر حاوی تھی، عوام کی جہالت سے فائدہ اٹھا کر ان میں یہ عقیدہ پیدا کردیا کہ وہ مذہب وہ ہے جو یہ کہدیں ان کو اختیار ہے کہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کریں۔ جنت ودوزخ میں بھیجنا ان کا کام ہے۔ یہ " احبار " یا " فقیہ " تھے۔ بہر حال اسی تاریکی کو دور کرنے کے لیے حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ اس مقدس ہستی نے قوم کو للکارا۔ احبار کی علمی مجلسوں، راہبوں کے خلوت کدوں، بادشاہ وامراء کے درباروں اور عوام وخواص کی محفلوں میں حتیٰ کہ ہر ہر کوچہ وبازار

میں جا جا کر پیغام حق" سنایا اور سناتے وقت اپنی اصل حقیقت سے بھی آگاہ کر دیا کہ۔
"اے بنی اسرائیل بلا شبہ میں تمہاری جانب اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ تصدیق کرنے والا ہوں توریت کی اور بشارت سنانے والا ہوں ایک پیغمبر کی جو میرے بعد آئیگا اس کا نام احمد ہے" (ملاحظہ ہو سورۂ صف) انجیلی شہادت آگے درج ہے:

حواریینِ عیسیٰؑ از روئے قرآن و انجیل:۔ حضرت عیسیٰؑ تمام مخالفتوں اور معاندین کی ہرزہ سرائیوں کے باوجود اپنے کام میں سرگرم عمل رہتے تھے۔ بنی اسرائیل کے سرکش اور باغی انسانوں کی اس بھیڑ میں بھی کچھ ایسی سعید روحیں نکل آئی تھیں جنھوں نے دینِ حق کی سر بلندی و کامیابی کے لئے جان و مال کی بازی لگا دی تھی۔ یہ حواری بیشتر غریب اور مزدور طبقہ میں سے تھے۔ انبیاءؑ کرام کی دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں "سنت اللہ" یہی جاری رہی ہے کہ زیر دست ہی فداکاری کا ثبوت دیتے ہیں اور طبقہ کے زبردست اور صاحبِ اقتدار لوگ اپنے تکبر و غرور کی وجہ سے اعلاءِ کلمۃ اللہ کی راہ میں سنگِ گراں بن جاتے ہیں۔

قرآنِ عزیز نے حضرتِ عیسیٰؑ کی منقبت بیان کی ہے کہ مشکل کے وقت حضرت عیسیٰ نے پوچھا کہ اللہ کی جانب میرا کون مددگار ہے؟ تو حواریوں نے جواب دیا "نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ" یعنی ہم ہیں اللہ کے دین کے مددگار (ملاحظہ ہو سورہ آل عمران اور سورۂ صف)۔ سورۃ مائدہ میں بھی ان کے خلوص۔ حق طلبی اور حق کوشی کا تذکرہ ہے۔ یہ سب کچھ اس وقت کا حال ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ ان میں موجود تھے لیکن آپ کے رفع الی السماءؑ کے بعد بھی ان کی استقامت اور فداکارانہ خدمت کا سورۃ الصف میں ذکر ہے آیۃ شریفہ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ عَلٰی عَدُوِّھِمْ فَاَصْبَحُوْا ظَاھِرِیْنَ ؕ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت شاہ عبد القادرؒ دہلوی نے فرمایا ہے: "حضرت عیسیٰؑ کے بعد ان کے حواریوں نے بڑی محنتیں کی ہیں تب ان کا دین نشر ہوا۔ ہمارے آنحضرتؐ کے پیچھے بھی خلیفوں نے اس سے زیادہ کیا ہے" اس کے

برعکس بائبل میں بعض مقامات پر اگر مدح سرائی ہے تو دوسرے مقامات پر انھیں منافق و رذیل بتایا ہے مثلاً (۱) انجیل یوحنا میں حضرت عیسیٰ ع کے معتمد علیہ حواری یہوداکے متعلق اس وقت کا حال جبکہ یہودی حضرت عیسیٰ ع کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں اس طرح دیا ہوا ہے "یہ باتیں کہہ کر یسوع اپنے دل میں گھبرایا اور کہا تم میں سے ایک شخص مجھے پکڑا دے گا...... پوچھا اے خداوند وہ کون ہے ؟ یسوع نے جواب دیا جسے میں نوالہ ڈبو کر دیدوں گا وہی ہے۔ پھر اس نے نوالہ ڈبو دیا اور لے کر اسکریوتی کے بیٹے یہوداکو دیدیا اور اس نوالہ کے بعد شیطان اس میں سما گیا" (ملاحظہ ہو یوحنا باب ۱۳ آیتہ ۲۱-۲۷) انجیل متی میں شمعون پطرس حواری کے متعلق مسطور ہے:۔ "شمعون پطرس نے اس سے پوچھا اے خداوند تو کہاں جاتا ہے ؟ یسوع نے جواب دیا کہ میں جہاں جاتا ہوں اب تو میرے پیچھے نہیں آسکتا۔ اس نے کہا اے خداوند میں تیرے پیچھے اب کیوں نہیں آسکتا میں تو تیرے لئے اپنی جان دوں گا۔ یسوع نے جواب دیا تو اور میرے پیچھے جان دے گا! میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ مرغ بانگ نہ دے گا جب تک کہ تو تین بار میرا انکار نہ کرے گا" (ملاحظہ ہو متی باب ۲۷ آیتہ ۴۶) ۔ (۳) اسی انجیل میں دوسری جگہ تمام حواریوں کو بزدل بتایا گیا ہے کہ وہ امتحان کے وقت حضرت یسوع کو بے یارو مددگار چھوڑ کر فرار ہو گئے (ملاحظہ ہو متی کی انجیل باب ۲۶ آیتہ ۵۶)

موجودہ اناجیل کی حقیقت:۔ بات دراصل یہ ہے کہ آجکل عیسائیت وہ عیسائیت نہیں جس کی تلقین حضرت عیسیٰ ع نے توریت موسوی کو بنیاد مان کر انجیل کے ذریعہ کی ہے۔ انجیل دراصل تورات کا تکملہ ہے۔ موجودہ چاروں اناجیل حضرت مسیح ع کے بعد کی تصانیف ہیں، انمیں سے کوئی بھی انجیل حضرت مسیح ع کی انجیل نہیں ہے (۱) متی کی انجیل ۲۹ء میں بزبان عبرانی بیت المقدس میں لکھی گئی۔ اصل غائب ہو گئی۔ اس کا یونانی ترجمہ بہت کچھ ردو بدل کے بعد باقی ہے اس کے نہ مترجم کا نام معلوم ہے اور نہ یہ معلوم کہ کس زمانہ میں ترجمہ ہوا (۲) انجیل مرقس کو پطرس کے ایک مرید مرقس نے رومی عیسائیوں

کے اصرار پر سالعہء میں ترتیب دیا وہ مسیح کی الوہیت کا منکر تھا (۳) لوقا کی انجیل۔ لوقا نے حضرت مسیح کا زمانہ نہیں پایا اس نے مسیحیت کو پولوس (سینٹ پال) سے سیکھا یا تھا جس نے بر بنائے تعصب تقیہ کا لباس اوڑھ کر دین عیسوی کی صداقتوں کو مٹا کر بدعتوں (الوہیت۔ مسیح، کفارہ۔ تثلیث) کا مجموعہ بنا دیا۔ اس انجیل کو عیسائی عالم الہامی نہیں مانتے (۴) یوحنا کی انجیل۔ اس انجیل کے بارے میں بہت اختلاف ہے کچھ علماء نصاریٰ اس کو یوحنا کی تصنیف بتلاتے ہیں لیکن سنہ تصنیف میں اختلاف رائے ہے بعض ۶۵ء، ۹۵ء، ۹۸ء اور پروفیسر لن کیتھیلک ہیرالڈ جلد ۷ میں دوسری صدی عیسوی تجویز کرتے ہیں اور مصنف، اسکندریہ کے ایک طالب علم کو بتاتے ہیں۔ اس انجیل میں بھی الوہیت مسیح کو شامل کر دیا ہے تاکہ عقیدہ کی اصلاح کے لیے جو آواز کبھی کبھی مسیحی دنیا میں اٹھتی تھی اس کو دبا دیا جائے۔

عیسائیت کی مذہبی تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ پہلی صدی عیسوی سے چوتھی صدی عیسوی کے اوائل تک عیسائیوں میں اکیس انجیلیں الہامی خیال کی جاتی تھیں اور بعض تو ان کی تعداد سو سے زائد تھی۔ ۳۲۵ء میں نائسیا کی کونسل نے نظر انداز کر کے صرف چار مذکورۂ بالا انجیلوں کو باقی رکھا۔ ان متروک انجیلوں میں انجیل اگنٹس اور برنباس (برنابا) کا پتہ لگ چکا ہے بلکہ برنابا تو شائع بھی ہو چکی ہے۔ سولھویں صدی عیسوی میں پوپ سکٹس کے کتب خانے سے اس کے ایک مقرب لاٹ پادری فرامرینو نے اس کو پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ یہ انجیل دوسری اناجیل کے مقابلہ میں قرآن عزیز سے زیادہ قریب ہے (البشریٰ ص۲ تا ص۶) اس انجیل کے منسوخ ہونے کا پتہ پانچویں صدی عیسوی کے اواخر میں اس تاریخی منشور (حکمنامہ) سے چلتا ہے جو پوپ گلیسوس کی جانب سے کلیساؤں کے نام بھیجا گیا تھا جس میں ان اناجیل کا نام درج ہے، جن کا پڑھنا حرام کیا گیا تھا ان میں برنابا بھی شامل تھی۔ بہر حال اس کا نسخہ سینا "جرمنی کے ایک مشہور ڈاکٹر نے کوہ طور کی ایک مشہور عیسوی خانقاہ سے ۱۵ سال کی کوشش کے بعد حاصل